(۱۱۹)

پانی نہ تابہ ذبح ملا وا مصیبتا
خنجر سے کاٹا خشک گلا وامصیبتا
تنہا جہاں سے کوچ کیا وامصیبتا
خواہر کو کیوں نہ ساتھ لیا وامصیبتا
ہونے کو قید زینبؑ مغموم رہ گئی
دیدارِ آخری سے بھی محروم رہ گئی

(۱۲۰)

ناگاہ آئی حلق بریدہ سے یہ صدا
بس صبر اے بہن کرو میں تم پہ ہوں فدا
خیمے میں جاؤ حفظِ خدا میں تمہیں دیا
ہوئیں گے قید اب حرم پاک مصطفیٰؐ
رنج وغم و الم سے ہمیں کب فراغ ہے
مرکر بھی تم سبھوں کی اسیری کا داغ ہے

(۱۲۱)

پلٹیں یہ سن کے خیمے کو زینبؑ بصد فغاں
روتی تھیں در پہ دیر سے یاں ساری بی بیاں
رو رو کے پیٹ پیٹ کے ان سے کیا بیاں
لو بیبیو! شہید ہوئے شاہِ انس و جاں
نیزے پہ سر علم ہے شہؑ تشنہ کام کا
ماتم کرو حسین علیہ السلام کا

(۱۲۲)

فاخرؔ ہے ختم مرثیہ تیرا بحالِ زار
ہرگز نہ تھا جو نظم بعینہ پہ اختیار
عفو قصور کا ہوں میں حق سے امیدوار
آقا سے کر یہ عرض بصد عجز و انکسار
مطلب یہی ہے آپ سے بس اس حقیر کا
یا شاہ دیں قبول ہو ہدیہ فقیر کا

دردوغم میں چارہ گر ہے کربلا

بنت زہرا نقوی ندیؔ الہندی، لکھنؤ

زندگی کی رہگذر ہے کربلا — خود بھی سرگرمِ سفر ہے کربلا
جس کو پڑھ کر زندگی بہتر بنے — وہ کتابِ معتبر ہے کربلا
آج بھی مظلومیت سے پوچھئے — کس قدر نزدیک تر ہے کربلا
سچ یہ ہے بیچارگانِ دہر کی — درد و غم میں چارہ گر ہے کربلا
ہے یہی تفصیل اب تک ذکر ہے — گرچہ بے حد مختصر ہے کربلا
ساری دنیا اس کے ہے زیر اثر — شاہؑ کے زیر اثر ہے کربلا

کل بھی معراجِ بشر تھی اے ندیؔ
اب بھی معراجِ بشر ہے کربلا

✿✿✿